فقہ اسلامی

تعریف اور قسمیں

ڈاکٹر صبحی محمصانی

صدر عدالت مرافعہ۔ بیروت

انسان مدنی الطبع ہے:

ہمارے لئے ممکن نہیں کہ اس موقع پر ان مختلف نظریوں کو بیان کریں جن میں معاشرہ کی حقیقت سے بحث کی گئی ہے اور نہ روسو اور اس جیسے فلاسفروں کے اس قول کی نامعقولیت بیان کرنے کا یہ موقع ہے کہ انسان ابتدائے آفرینش میں فطرۃً تنہائی کی زندگی بسر کرتا تھا اور معاشرہ افراد انسانی کے مل جل کر رہنے سے پیدا ہوا بلکہ یہاں ہم صرف وہی رائے بیان کریں گے جو آج کل علمائے تمدن کے نزدیک سب سے زیادہ صحیح ہے اور وہ یہ کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اجتماعی زندگی اس کے لئے ناگزیر ہے۔

مذکورہ بالا حقیقت کا یہ ایک بدیہی اور لازمی نتیجہ ہے کہ قوانین اور شرائع معاشرہ انسانی میں معرضِ وجود میں آئیں تاکہ افراد کے باہمی مخاصمات کا ان کے مطابق فیصلہ ہو سکے کیونکہ اجتماعی زندگی میں باہمی معاملات لازمی ہو جاتے ہیں جن سے ان کے درمیان مختلف قسم کے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان تعلقات سے نزاعات اور مناقشات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے قوانین ضروری ہوئے جن کے ذریعہ سے ہر فرد کے حقوق کی تعیین ہو جائے اور اس سے باہمی نزاع اور مخاصمت کی روک تھام ہو سکے۔

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں بھی اس رائے کی تائید کی گئی ہے۔ قارئین کرام یہاں اور دوسری جگہ ملاحظہ کریں گے کہ مجلّہ میں ایسے نظریہ اور ایسی رائیں بیان کی گئی ہیں جو قوانین کی کتاب جدیدہ میں مشکل ہی سے مل سکتی ہیں۔ مجلّہ کی پہلی دفعہ میں یہ عبارت مذکور ہے کہ ''انسان چونکہ مدنی

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

الطبع ہے اس لئے دوسرے حیوانات کی طرح وہ اپنی زندگی تنہا بسر نہیں کر سکتا بلکہ وہ فطرتاً عمرانی زندگی کی ترقی کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون اور شرکت کے لئے مجبور ہے اور چونکہ ہر انسان سازگار ماحول چاہتا ہے اور اپنے حریف کے مقابلہ میں غضب کا اظہار کرتا ہے اس لئے بنی نوع انسان میں صحیح قسم کا عدل و انصاف اور نظام قائم رکھنے کی غرض سے ایسے قوانین کی ضرورت ہے جن کو شریعت کی تائید حاصل ہو۔

جیسا کہ خود اس دفعہ کی تفسیر سے ظاہر ہے مدنی سے مراد وہ شخص ہے جو زندگی تنہا بسر نہ کرے اور لفظ ''مدنی'' کا اطلاق صرف شہری پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جس طرح اس کا اطلاق ایک شہری پر ہوتا ہے اس طرح ایک دیہاتی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ دونوں قسم کے انسان مدنی الطبع ہیں جو دوسروں کے ساتھ مل کر رہتے ہیں اور زندگی کے کاروبار میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔(۱)

ابن خلدون نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ ''ان لاجتماع الانسانی ضروری'' یعنی انسان کے لئے اجتماعی زندگی ضروری ہے اور حکماء نے تمدن کی تعبیر ان لفظوں میں کی ہے ''الانسان مدنی الطبع'' انسان مدنی الطبع ہے۔ یعنی اس کے لئے اجتماعی زندگی ناگزیر ہے، جسے حکماء کی اصطلاح میں مدنیت کہتے ہیں اور جس کا دوسرا نام عمران ہے۔ نیز یہ کہ انسان اپنی زندگی کی تمام ضروریات تنہا خود مہیا نہیں کر سکتا بلکہ نوع انسانی کی زندگی و بقا بہ لحاظ غذا و دیگر ضروریات زندگی کے سوسائٹی اور تعاون باہمی کے بغیر ممکن نہیں اور جب مل جل کر زندگی گزاری جائے تو اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ آپس میں لین دین کیا جائے اور ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے لئے ایک دوسرے سے مدد لی جائے چونکہ انسان کے جذبات حیوانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف دست ظلم دراز کرے اور دوسرا اس کی مدافعت کرے اور اس صورت میں خونریز جنگ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی غیر منضبط حالت میں ایک بااختیار حاکم کے بغیر جو ظلم و تعدی کو مٹا کر عدل عمرانی قائم کر سکے دنیا میں نوع انسانی کی بقا ممکن تھی۔(۲)

قرونِ اولیٰ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے حضرات ان قوانین کو (جن کا نصب العین

۱۔ یہ اس رائے کے خلاف ہے جو استاد محاسنی کی شرح مجلّہ میں مذکور ہے (جلد ا، صفحہ ۱۴) کہ لفظ مدنی سے مراد وہ شخص ہے جو بدوی نہ ہو۔

۲۔ مقدمہ ابن خلدون مطبع العبیہ مصر صفحہ ۳۵، ۳۱۴، ۱۶۲، ۱۶۲، ۱۶۲۔ ۱۶۳۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

عدل و انصاف کی تائید ہے) قبائل کی ان عادات و خصائل کے ساتھ مخلوط پائیں گے جو متوارث چلی آتی ہیں اور محسوس کریں گے کہ یہ قوانین مذہبی آئین اور اخلاقی و معاشی ضابطوں سے الگ نہیں ہیں۔

انسانی قوانین اقوام عالم کی تمام پرانی عادات و رسوم کا ایک مخلوط مجموعہ ہیں۔ یہ ایک ایسی تاریخی صداقت ہے جو محققین تاریخ قوانین کے نزدیک معتبر ہے۔ جیسے میں انگریز(۱) اور دو کولانج فرانسیسی۔(۲) ان محققین نے اسی تاریخی صداقت سے بحث کرتے ہوئے اپنی تائید میں ان واقعات کو پیش کیا ہے جو ہند یونان اور روم وغیرہ قدیم اقوام عالم کی تاریخ سے ماخوذ ہیں اور اس تاریخی صداقت کو ایسے قوی دلائل سے ثابت کیا ہے جن سے انگریز مصنف دیاموند(۳) جیسے مخالفین کی رائے کی پوری طرح تردید ہو جاتی ہے۔

ابتدائی دور میں چونکہ انسانوں کی اجتماعی زندگی بالکل سادہ تھی اس لئے ان کے عادات و رسوم بھی سادہ تھے، اس زمانہ میں قوانین کا نفاذ قبیلہ کی رائے عامہ اور اس کے سردار کے اقتدار پر موقوف تھا اور کبھی بمصداق ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' انفرادی اقتدار پر بھی۔

جب تمدن انسانی نے ترقی کی تو اس سے معاشرہ کے حالات بھی بدلے اور انسانوں میں مختلف قسم کے تعلقات و روابط پیدا ہو گئے اور ان میں پیچیدگیاں اور دشواریاں پیش آنے لگیں۔ حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے واضح قوانین کی ضرورت پیش آئی۔ پھر یہ قوانین دوسری عادات و رسوم سے الگ ہونے لگے۔ سردار قبیلہ کی جگہ حکومت نے لے لی اور حکومت ہی اپنے محکموں اور اجتماعی طاقت کے ذریعہ تنفیذ قوانین کا کام انجام دینے لگی۔

قانون کے معنی:

قانون اپنی اصل کے لحاظ سے ایک یونانی لفظ ہے(۱) جو سریانی(۲) کے ذریعہ عربی

۱۔ اپنی کتاب القانون القدیم (Henry Bumner Maine, Ancient) ہیں۔

۲۔ اپنی کتاب المدینۃ القدیمۃ (Lagita Antique De Fustel De Caulanqe)

۳۔ دیکھو اس کی کتاب قانون العصور الاولیٰ (Diamond's Primitive Law) مطبوعہ لندن ۱۹۳۵ء اسپر ۱۵ (Annual Survey of English Law 19935, P - 15) میں تنقید کی گئی ہے۔

زبان میں آیا۔ یہ لفظ دراصل مسطر کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ اس کے بعد قاعدہ کے معنوں میں مستعمل ہوا اور آج کل یہ لفظ یورپ کی زبان میں بمعنی قانون کلیسا استعمال ہوتا ہے۔ (۳)

عربی زبان میں یہ لفظ مقیاس کل شی (۴) یعنی ہر چیز کا اندازہ کرنے کا آلہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہیں سے اس لفظ کے وہ عام معنی پیدا ہوئے کہ یہ لفظ ہر جامع اور ضروری قاعدہ کیلئے بولا جانے لگا۔ چنانچہ قانون صحت اور قوانین فطرت وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں۔ (۵)

فقہائے اسلام اپنی اصطلاح میں لفظ قانون شاید ہی استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کی بجائے شرع شریعتہ اور حکم شرعی وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ہم آئندہ دیکھیں گے۔ آج کل لفظ قانون کے تین معنی ہیں۔

لفظ قانون کے پہلے معنی جو سب سے زیادہ عام ہیں، یہ ہیں کہ ان سے (اول) خاص احکام شرعیہ کا مجموعہ مراد (۶) ہے۔ چنانچہ قانون الجزاء العثمانی (یعنی سلطنت عثمانی کا قانون سزا) اور قانون الموجبات والعقود اللبنانی (یعنی حکومت لبنان کے عہد و مواثیق کا قانون) وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں۔

(دوم) قانون کے دوسرے وہ عام معنی ہیں جن سے آئین وضوابط مراد ہیں۔ (۷)

۱۔ دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام لفظ (Kanun) کے ضمن میں۔

۲۔ تاج العروس جلد ۹، صفحہ ۳۱۵ میں مذکور ہے کہ لفظ قانون رومی (یونانی) یا فارسی لفظ ہے اور محیط المحیط میں اس لفظ کو سریانی قرار دیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ لفظ یونانی ہی ہے۔ دیگر الفاظ کی طرح یہ بھی یونانی سے بذریعہ سریانی عربی زبان میں آیا ہے۔

۳۔ (Canon La Droit Canonique)

۴۔ لسان العرب مصنفہ ابن منظور (جلد ۷، صفحہ ۲۲۹) اور قاموس المحیط مصنفہ فیروز آبادی (جلد ۲، صفحہ ۲۶۹) میں لکھا ہے کہ یہ لفظ مشرقی آلات مزامیر کے لئے بولا جاتا ہے۔

۵۔ امام غزالی نے علم اصول کی کتاب مستصفی (مصر ۱۹۳۷ء جلد ۱، صفحہ ۸) میں قوانین حدود سے یہی معنی مراد لئے ہیں۔

۶۔ (Codex, Code)

۷۔ (Lex Law Loi Gesetz) قانون کے یہی معنی کتاب ''قوانین فقیہ فی تلخیص المذاہب المالکیہ مطبوعہ فارس ۱۹۳۵ء میں امام ابو القاسم بن جزی نے استعمال کئے ہیں جو غرناطہ کے رہنے والے تھے اور آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں (۶۹۲۔۷۲۱) یعنی چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں زندہ تھے۔

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

جیسے ہم قانون انگریزی یا قانون کا سبق وغیرہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ شرع وشریعت کا لفظ عربی زبان میں لفظ شارع سے لیا گیا ہے اور شارع کے معنی اللہ (عزوجل) کے ہیں اور اسلامی شریعت کا سب سے پہلا ماخذ وہی ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

لفظ قانون ایک خاص صورت میں ہر اس قاعدہ کے لئے بولا جاتا ہے جو معاملات عامہ کے قواعد میں سے ہو۔ (۸) مثلاً کہا جاتا ہے کہ مجلس نواب نے غلہ روکنے کی ممانعت کا قانون بنایا۔ اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ جب قانون کا لفظ اس معنی میں استعمال ہو تو اس کی کئی خصوصیات ہیں۔ اول یہ کہ اس کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہوتا ہے، عبادات سے نہیں۔ برخلاف قواعد فقہ اسلامی کے کہ جس میں دین اور قضاء دونوں سے بیک وقت بحث ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے قانون کا نفاذ حکومت پر موقوف ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ جج کے فیصلہ کی طرح کسی خاص معاملہ یا اشخاص کے لئے نہیں بنایا جاتا بلکہ بلا کسی تفریق وخصوصیت کے تمام انسانوں یا کسی خاص گروہ کے لئے وضع کیا جاتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ میں لفظ قانون اکثر ان سرکاری احکام کے لئے استعمال ہوتا تھا جنہیں حکومت جاری کرتی تھی تاکہ یہ احکام شرع حنیف کے ان احکام سے علیحدہ سمجھے جائیں جو شرع کے مشہور دلائل پر مبنی ہیں۔ یہ فرق بالخصوص اس مسئلہ میں بالکل واضح ہو جاتا ہے، جس کے متعلق حکومت کا قانون شریعت سے متصادم ہو جیسے سود شرعاً حرام ہے لیکن قانوناً جائز ہے۔

یہ لفظ شریعت بھی قانون کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ شرائع اسلام(۱) قوانین اسلام کے معنوں میں آتا ہے، اس طرح مسلمان علماء اصول نے لفظ حکم قانون شرعی کے معنوں میں اور لفظ حاکم کو شارع کے لئے استعمال کیا ہے۔ (۲)

اب ہم ان لفظوں کی تفسیر اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور علم فقہ کی تعریف بھی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ فقہ جعفری کی مشہور کتاب۔

۲۔ آج کل لفظ حاکم کے اور بھی کئی معنی ہیں۔ چنانچہ لفظ حاکم امور انتظامی کے افسر اعلیٰ گورنر وغیرہ کے لئے بولا جاتا ہے جیسے حاکم لبنان اور جج کے لئے بھی۔ چنانچہ حاکم الصلح بولتے ہیں اور لفظ حاکم ہی سے حکم اور محکمہ کا استعمال لیا گیا ہے۔

آمدی کی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام (جلد۱، صفحہ۴۹)۔

علم اصول اور حکم شرعی:

علم اصول وہ علم ہے جس میں دلائل شرع اور استنباط احکام کے طریقوں سے بحث ہوتی ہے اس لئے اس علم کا موضوع بھی یہی احکام و دلائل ہیں۔

اسلامی قانون سازی کے اصول اور ماخذ بھی دلائل شرع کہلاتے ہیں اور ان میں سے جن پر سب علماء کا اتفاق ہے چار ہیں:

(۱) قرآنِ کریم (۲) سنت نبوی (۳) اجماعِ امت (۴) قیاس۔

حکم شرع شارع (اللہ تعالیٰ) کا وہ حکم ہے جس میں شرعی نقطہ نگاہ سے کوئی مصلحت ہو۔ دوسرے لفظوں میں علماء اصول کے نزدیک حکم شرع وہ حکم ہے جو شارع (۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مکلف بندوں کو دیا ہو۔ خواہ اس حکم میں کسی بات کا مطالبہ ہو یا کسی امر کا اختیار دیا جائے یا اعمال انسانی کے آداب اور طریقے ہوں۔ جیسا کہ آپ سمجھتے ہوں گے یہ ایسی تعریف ہے جو قانون کے اس خاص معنی سے مختلف نہیں جس کی وضاحت ہم کر چکے ہیں۔ اس لئے اس قاعدہ کلیہ میں جو مجامع الحقائق میں ہے کہا گیا ہے کہ حکم کا نصب العین اجتماعی ہوتا ہے نہ کہ انفرادی۔ یعنی وہ قانون کی طرح عام ہوتا ہے، جو کسی خاص فرد یا خاص حالت کے لئے مخصوص نہیں ہوتا۔

حکم شرعی کے لئے تین چیزوں کا وجود ضروری ہے۔ حاکم محکوم فیہ اور محکوم علیہ۔ چنانچہ حاکم بمعنی شارع ہے جو اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ شرع اسلامی میں سب سے پہلا احکام صادر کرنے والا وہی ہے اور محکوم فیہ وہ عمل ہے جس کے لئے وہ حکم شرعی دیا گیا ہو اور محکوم علیہ انسان ہے جو حکم شرعی کا مکلف ہے۔ مگر فرضیت احکام کے لئے یہ شرط ہے کہ انسان عاقل و ذی ہوش ہو جو احکام کا مکلف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو کیونکہ بعض عوارض اس صلاحیت پر اثر انداز ہوتے ہیں خواہ وہ آسمانی ہوں جو انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ جیسے صغر سنی، دیوانگی، مراق، نیند، مرض موت اور بھول خواہ ان کا تعلق انسان کے اپنے عمل سے ہو جیسے نشہ، بے ہودہ گوئی اور مسخرہ پن، حماقت، فضول خرچی، غلطی، جہالت، سفر اور جبر و اکراہ۔

۱۔ ابو سعید الخادمی کی تصنیف "مجامع الحقائق" اور اس کی شرح "منافع الدقائق"، مصطفیٰ بن محمد الکوز حصاری مطبوعہ استنبول سن ۱۳۰۸ھ، صفحہ ۳۱۹۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

تکلیفی احکام:

حکم شرعی کی دو قسمیں ہیں تکلیفی اور وضعی، حکم تکلیفی وہ ہے جو براہِ راست ان اعمال سے متعلق ہو جن کی تعمیل انسان سے مطلوب ہو یا جس کا اسے اختیار دیا گیا ہو۔ اس لحاظ سے اعمال انسانی پانچ قسم کے ہوئے۔ پہلا واجب، دوسرا مندوب، تیسرا مباح، چوتھا مکروہ اور پانچواں حرام۔ واجب وہ عمل ہے جس کا کرنا از روئے شرع ضروری ہو اور ترک کرنا قابل مذمت ہو۔ حرام وہ عمل ہے جس کا ترک کرنا از روئے شرع ضروری ہو اور کرنا مذموم ہو۔ مندوب (یا مستحب) وہ عمل ہے جس کا کرنا از روئے شرع مطلوب اور ترک کرنا قطعاً مذموم نہ ہو۔ مکروہ وہ عمل ہے جس کا چھوڑنا از روئے شرع مطلوب ہو اور کرنا گناہ نہ ہو اور آخری حکم مباح وہ عمل ہے جسے کرنے یا نہ کرنے کا انسان کو اختیار ہو یعنی نہ تو اسے کرنے میں کوئی ثواب یا بہتری ہو اور نہ اسے ترک کرنے میں کوئی گناہ یا برائی ہو۔(۱) مثلاً آیۃ کریمہ "و احل اللہ لبیع و حرم الربا"(۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو مباح اور سود کو حرام کیا۔ اس آیۃ میں خرید و فروخت حکم تکلیفی مباح کی مثال ہے اور (ربا) سود حکم تکلیفی حرام کی مثال ہے۔ اس طرح اور بہت سی مثالیں ہیں۔

حکم وضعی:

حکم وضعی وہ حکم ہے جو بذات خود کوئی حکم نہ ہو بلکہ کسی سبب یا شرط یا کسی اور مانع کی وجہ سے بنایا گیا ہو یا جو افعال انسانی کا نتیجہ ہو۔ جیسے کسی امر کا صحیح یا باطل ہونا یا کسی امر کی رخصت یعنی بحالت مجبوری حرام چیز استعمال کرنے کی اجازت ہونا یا عزیمت یعنی کسی چیز کا اصالتاً مباح ہونا۔ وضاحت کے لئے ان مثالوں پر غور کیجئے۔

سبب: جیسے قتل قصاص کا سبب ہے۔ پس اس مثال میں قصاص کا ایک حکم وضعی ہے جو قتل کی وجہ سے ہے کیونکہ قتل اس کا سبب ہے۔

شرط: اس طرح فروخت شدہ چیز پر خریدار کا قبضہ تکمیل بیع کی شرط ہے۔ پس اس مثال میں تکمیل بیع ایک حکم وضعی ہے جو مشروط بالقبضہ ہے کیونکہ بیع بلا قبضہ مکمل نہیں ہوتی۔

۱۔ آمدی کی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام (جلد اول، صفحہ ۵۰۔۶۴)

۲۔ سورۃ بقرۃ، (پارہ ۳، آیۃ ۲۷۵)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

اس کا ایک خاص موضوع ہے اور خاص اصول ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے فقہ کو ایسے معنوں میں استعمال کیا ہے، جو آج کل ہم سمجھتے ہیں اور یہی معنی زمانہ حال کی مروجہ اور مقبول رائے کے موافق ہیں۔(۱) گو بعض علماء قانون کو اس معنی کے تسلیم کرنے میں پس و پیش ہے(۲) اور وہ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ علم فقہ کا موضوع اجتماعی نظریوں کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اور انسانی زندگی کے مظاہر اور ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے بعض متقدمین نے فقہ کو ایک فن قرار دیا ہے۔ اس طرح سلسوس رومانی نے فقہ کی تعریف بالفاظ ''فن العدل والانصاف'' کی ہے یعنی فقہ عدل و انصاف کا فن ہے۔ (۳)

دوسری تعریف:

''فقہ احکام شریعہ کا علم ہے۔'' حکم شرعی کی تعریف اور تشریح پہلے بیان ہو چکی ہے۔ لفظ الفرعیہ سے یہ مراد ہے کہ احکامِ فقہ ان عملی مسائل سے متعلق ہوتے ہیں جو ذمہ دار لوگوں کے معاملات سے پیدا ہوتے ہیں اور ایسے مسائل کے احکام اس لئے فروع کہلاتے ہیں تاکہ ان میں اور ان کے اصول میں فرق ہو سکے اور یہی اصول وہ دلائل شرعیہ ہیں جو علم اصول فقہ کا موضوع ہیں اور جس کی صراحت پہلے کی جا چکی ہے۔

تیسری تعریف:

فقہاء نے علم فقہ کی اس تعریف میں جو مجلۃ میں مذکور ہے، یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ ''مکتسب من ادلة الاحکام التفصیلیة'' یعنی فقہ وہ علم ہے جو احکام تفصیلیہ کے دلائل سے مستنبط ہو کیونکہ فقیہ کا فرض ہے کہ اپنے فکر و تامل اور قوت استدلال کے ذریعہ احکام اور ان کے دلائل میں اس منطقی ارتباط کو سمجھے جو دونوں میں موجود ہے چنانچہ ''الاسباب مطلوبۃ الاحکام'' یعنی احکام کے

۱۔ دیکھو بلائیول القانون المدنی (مطبوعہ پیرس ۱۹۲۲ء جلد ۱، نمبر ۳) اور اوستن کی تصنیف مطبوعہ لندن ۱۹۲۰ء صفحہ ۷۵ اور کیستون کی کتاب Jurisprodence, Student Edition

۲۔ دیکھو تقریر لارڈ رائٹ کی جو انہوں نے لندن یونیورسٹی میں بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء کی (Review Law Quarterly)

۳۔ فقہ کی یہ تعریف بروائت سلسوس رومانی بسوستیالوس نے مجموعہ الدیجستا کے شروع میں یوں بیان کی۔

لئے اسباب کا جاننا ضروری ہے۔(۱)

فقہ اسلامی دین و معاملات دونوں پر مشتمل ہے:

مسلمانوں کے نزدیک شریعت یا شرع اس مذہب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ نازل فرمایا اور لفظ شرع کے اس معنی کا استعمال حسب ذیل آیت کریمہ میں موجود ہے:

''شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسٰی و عیسٰی''

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہ مقرر کیا جس کا نوح علیہ السلام کو حکم دیا اور وہی حکم ہم نے بذریعہ وحی آپ کو بھیجا اور اس دین کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا۔

لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھاجا''

اور تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے راہ مستقیم مقرر کی۔

''ثم جعلناک علیٰ شریعۃ من الامر تتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون''

پھر اے محمد ہم نے تمہیں دین کے سیدھے راستہ پر قائم کر دیا پس تم اس راستے پر چلو اور جاہل لوگوں کی پیروی نہ کرو۔(۲)

پس شارع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ جس نے شریعت اسلامی کے ذریعہ دین و دنیا دونوں کے احکام نازل فرمائے اس لئے قدرتی طور پر علم فقہ میں عبادات اور معاملات دونوں سے بحث کی جاتی ہے اور علماء اصول فقہ کو علوم دینیہ میں شمار کرتے ہیں۔ نیز معاملات کا اپنے اصول و ماخذ احکام تفسیر اجتہاد طریقہ ہائے فکر و تجسس اور استدلال کے اعتبار سے دین کے رشتہ میں منسلک ہونا بھی ایک قدرتی امر ہوا۔(۳)

۱۔ دیکھو آمدی (جلد ۱، صفحہ ۴) اور مجامع نیز اس کی شرح منافع (صفحہ ۳۱۱)

۲۔ سورہ شوریٰ (۴۲) ۱۳ سورہ مائدہ (۵) ۴۸ سورہ جاثیہ (۴) ۱۸۔

۳۔ المستصفی مصنفہ امام غزالی، جلد اول، صفحہ ۴۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ قدیم اقوام کے نزدیک معاملات کے احکام دیگر مراسم دینی و رسومات دنیوی کے ساتھ مخلوط تھے لیکن قوانین ملکی مسائل دینی سے آہستہ آہستہ مغربی ممالک میں الگ ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ یہ تفریق اس زمانہ میں بالکل مکمل ہو گئی جب رومی، سلطنت کا آفتاب ترقی کے نصف النہار پر تھا اور آج قانون کا اطلاق صرف امور مدنیت پر ہوتا ہے اور علم قانون معاملات دنیاوی کے لئے وضع کردہ حقوق کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ (۱)

الغرض شریعت اسلامی اپنے ماخذ اور بنیادی احکام کے لحاظ سے خدائی شریعت ہے اور دنیوی قانون کا اطلاق صرف معاملات تک محدود ہے جس کے احکام حکومت صادر کرتی ہے اور حکومت ہی مصالح ملکی کے لحاظ سے قانون وضع کرتی ہے۔ ان میں ترمیم کرتی ہے اور انہیں منسوخ کرتی ہے۔

علم فقہ کی تقسیم:

چونکہ علم فقہ کا اطلاق دین اور دنیا دونوں پر بیک وقت ہوتا ہے، اس لئے ہمیں معلوم ہو گیا کہ مسائل فقہ کو دو بڑی قسموں میں کیوں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک عبادات جو امور آخرت سے متعلق ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج یہ قسم ہماری اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ دوسری قسم دنیاوی امور سے متعلق ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ عقوبات (تعزیرات) مناکحات (احکام نکاح) اور دیگر معاملات۔

(۱) عقوبات:

عقوبات میں جرائم سے بحث کی جاتی ہے جیسے قتل، چوری، زنا کاری مے نوشی تہمت لگانا وغیرہ اور ان جرائم کی سزاؤں سے بحث کی جاتی ہے جیسے قصاص تعزیرات اور خون بہا۔

(۲) مناکحات:

قسم مناکحات میں نکاح، طلاق اور ان کے فروعی احکام شامل ہیں جیسے عدت، نسب، نان

۱۔ جو تعریف یوستیانوس کی کتاب الاحکام میں شروع میں درج ہے کہ علم حقوق سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے احکام مراد ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

نفقہ، پرورش اولاد، حق ولایت، وصیت اور وراثت وغیرہ احکام۔ اس قسم کو آج کل شخصی یا کنبہ کا قانون کہا جاتا ہے۔

(۳) معاملات:

آخری قسم معاملات میں مالیات اور اس کے متعلقہ حقوق اور معاہدات سے بحث کی جاتی ہے جیسے بیع و شراء، ٹھیکہ، ہبہ، عاریۃً دینا امانت ضمانت، ہنڈی، شرکت، مصالحت، ناجائز قبضہ، اتلافِ مال اور اس طرح کے دیگر معاملات۔(۱)

اس قسم کی تقسیم مجلّہ کی دفعہ اول میں اس طرح کی گئی ہے:

مسائل فقہ یا تو آخرت کے متعلق ہیں جو عبادات کہلاتے ہیں یا دنیاوی امور کے متعلق ہیں جن کی قسمیں یہ ہیں۔ مناکحات، معاملات اور عقوبات۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم آب و گل کو ایک معین مدت کے لئے پیدا کیا ہے اور نظام عالم کی بقا بنی نوعِ انسان کی بقا سے وابستہ ہے اور نوع انسان کی بقا بیاہ شادی، اولاد اور افزائش نسل پر موقوف ہے۔ پھر نوع انسانی کی بقا اس پر بھی منحصر ہے کہ افراد انسانی کہیں مٹ نہ جائیں۔ لہٰذا انسان اپنی اعتدال پسند فطرت کے مطابق اپنی بقا کے لئے غذا، لباس اور جائے رہائش کا محتاج ہے اور ان کی تحصیل کے لئے افراد کے باہمی تعاون اور اشتراکِ عمل کی ضرورت ہے۔ (اس لئے معاشرہ میں قرار واقعی تعاون اور اشتراکِ عمل کی ضرورت ہے) اس لئے معاشرہ میں قرار واقعی عدل و انضباط قائم رکھنے کے لئے ایسے قوانین کی ضرورت ہے جو تعلقات زن و شوہر کو استوار رکھیں۔ ایسے قوانین علم فقہ میں مناکحات کے نام سے موسوم ہیں اور جو معاشرتی اور اقتصادی قوانین تعاون باہمی اور اشتراکِ عمل کے لئے مقرر ہیں وہ اصطلاح فقہ میں معاملات کہلاتے ہیں اور تمدن و معاشرت کو برقرار رکھنے کے لئے قوانین تعزیرات لازمی ہیں جو اصطلاح فقہ میں عقوبات کہلاتے ہیں۔

کتاب فقہ اسلامی کا مطالعہ کرنے والے حضرات ان کے اسلوب بیان اور ترتیب ابواب

۱۔ بعض محققین نے مسائل فقہ کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے: عبادات، عقوبات اور معاملات۔ پھر معاملات کی مندرجہ ذیل اقسام کی ہیں۔ مسائل نکاح، مالی دستاویزا، امانت، باہمی جنگ و جدل۔ دیکھو حاشیہ الفتاویٰ القرویۃ بولاق، ۱۳۳۱ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

میں عام طور پر یکسانیت پائیں گے کیونکہ وہ تمام کتابیں عبادت سے شروع ہوتی ہیں۔ اس کے بعد عقوبات، مناکحات اور معاملات کے باب آتے ہیں۔ اس ترتیب میں بعض مؤلفین نے کچھ جزئی تبدیلی ضرور کی ہے لیکن ابواب کی شیرازہ بندی میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔

(۴) مخاصمات:

ان اقسام کے علاوہ فقہ کی کتابوں میں دوسرے اقسام بھی ملتے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم مخاصمات سیر اور احکام سلطانیہ ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم میں عدالتی مسائل دعوے اور اشتہارات شامل ہیں جو آج کل قانون مرافعہ اور اصول محاکمہ میں داخل ہیں۔

(۵) سیر:

سیر میں جو سیرت کی جمع ہے، احکام جہاد، مال غنیمت، امان، ذمیوں کے عہد و پیان، اختلاف مذہب اور دارالاسلام اور دارالحرب سے بحث ہوتی ہے یعنی صلح اور جنگ کے احکام اور اختلاف قومیت جو آج کل قانون دولی میں شامل ہیں۔

(۶) احکام سلطانیہ:

اور سب سے آخیر احکام سلطانیہ ہیں خلافت عام حکومتوں، وزارت عمال فوج اور مختلف قسم کے محاصل مثلاً جزیہ، عشر اور خراج سے بحث ہوتی ہے اور یہ تمام مسائل آج کل دستوری، اداری اور مادی قانون سازی میں داخل ہیں۔ (بشکریہ انجمن ترقی ادب، لاہور)

انعامی اسکیمیں شریعت کی روشنی میں

تحریر: ڈاکٹر یوسف القرضاوی

ترجمہ: محمد علی غوری

کچھ عرصہ سے ایک عجیب رسم چل نکلی ہے جو روز بروز پھیلتی جارہی ہے۔ یہ رسم مغرب سے ہمارے پاس پہنچی ہے اور اس کا نام انعامی اسکیمیں ہے۔ اس میں خریدار کو ایک کوپن دیا جاتا ہے' ان میں سے بعض اوقات کوپن مخصوص قیمت کے بدلے خریدا جاتا ہے۔ ایک شخص ایک وقت میں ایک یا اس سے زیادہ کوپن خرید سکتا ہے۔ جو جتنے زیادہ کوپن خریدے گا اتنا ہی اس کے لئے انعام جیتنے کا موقع زیادہ ہوگا، ان اسکیموں میں بڑے بڑے قیمتی انعامات کا اعلان کیا جاتا ہے' جس کی لوگوں کو لالچ ہوتی ہے اور ان کی رال ٹپکتی ہے۔

اس طرح کے کوپن دکاندار' پٹرول پمپ اور اس طرح کی دوسری مختلف جگہوں سے بھی لوگوں کو دیے جاتے ہیں' جس کو لوگ ایک مخصوص رقم کے عوض وہاں سے خرید لیتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے وہ انعام کی دوڑ میں شریک ہوجاتے ہیں۔ پھر ایک مقررہ مدت کے بعد بذریعہ قرعہ اندازی بڑا انعام جیتنے والے کے نام کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لوگ کثرت سے ان مسائل اور روشنی میں ان کے حل کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ علماء حضرات اس سلسلے میں بالعموم صحیح معلومات کی کمی کی بنا پر تذبذب کا شکار ہیں' بعض اس کو جائز اور بعض حرام قرار دیتے ہیں۔ ان حالات میں اہل علم پر واجب ہے کہ وہ قرآن سنت کی روشنی میں اور شریعت کے اصول و مقاصد کے ذریعے سے لوگوں کو اس مسئلے کا حل بتائیں' تاکہ حق واضح ہوجائے اور پھر جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے وہ بھی دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

ان سوالات کے جواب میں میری عرض ہے کہ صرف وہ انعامات جائز ہیں جو علم نافع اور عمل صالح کو فروغ دینے کے لئے مخصوص کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ انعامات جو حفظ قرآن کے مقابلے میں' پڑھائی اور ذہانت میں سبقت لینے پر' اسلامی یا علمی یا ادبی یا کسی اور میدان

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆